سیاسی انتہا پسندی - ایک نیا عفریت

خاکہ

۱- تعارف
۲- سیاسی انتہا پسندی - ریاست، حکومت اور معاشرہ
۳- محرکات
ا) ناخواندگی
ب) سماجی انصاف کا فقدان
پ) سیاست دانوں کی خود غرضی اور عوامی استحصال
۴- اثرات
ا) اخلاقی انحطاط
ب) عدم رواداری و تفریق
پ) اغواہ سازی اور افراتفری
۵- تدارک
مفاہمتی سیاست اور بات چیت
۶- ماحصل

انتہا پسندی سے مراد وہ ذہنی رجحانات ہیں جو انسان کو متوازن راہ اختیار کرنے اور زندگی کے معاملات میں ایک شدت پسندانہ روش اختیار کرنے پر مجبور کرتے ہیں سیاسی انتہا پسندی دراصل انتہا پسندی کی ہی ایک قسم ہے، جس میں مبتلا انسان سیاسی معاملات میں غیر متوازن نظریات اور اطوار کو اپنا لیتا ہے۔ سیاست

چونکہ انتہا پسندی جدید انسان کی روزمرہ زندگی کا ایک اہم حقیقت بن گئی ہے، لہٰذا سیاسی انتہا پسندی میں مبتلا شخص کچھ ایسی عادات و اطوار کا شکار ہو جاتا ہے جو نہ صرف شخصی بلکہ سماجی اور ریاستی زندگی میں بھی طلاطم کا باعث بنتی ہیں۔ یوں سیاسی انتہا پسندی فرد اور معاشرے کیلئے یکساں طور پر زہر قاتل ہے۔ دنیا کا ہر مذہب بطور خاص دین اسلام انتہا پسندی کو سخت ناپسند قرار دیتا ہے۔

"اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ خدا حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

(القرآن)

پچھلے کئی برسوں سے سیاسی انتہا پسندی ایک نئے عفریت کے طور پر منظر عام پر آئی ہے جس نے فرد، ریاست، حکومت اور معاشرے کو بُری طرح سے متاثر کیا ہے۔ پاکستان جیسا ملک جو لا الٰہ الا اللہ کے نعروں کی گونج میں معرض وجود میں آیا تھا، اس نئے عفریت کی گرفت میں بری طرح سے گرفتار ہے۔ سیاسی انتہا پسندی نے نہ صرف فرد کی ذہنی حالت کو بری طرح سے متاثر کیا ہے بلکہ اسی سیاسی انتہا پسندی کی وجہ سے قومی سطح پر کچھ ایسے سانحات نے بھی جنم لیا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف قوم بلکہ ریاستِ پاکستان عالمی سطح پر لرزہ سرائی کا نشانہ بنی ہے۔ سانحہ 9 مئی جیسے متنازعہ نوعیت کے واقعات، جن کے بارے میں یہ کہنا مشکل ہے کہ کس گروہ نے ان کی انتہا پسندوں قیادت کی،

بہرحال ریاست پاکستان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا ثابت ہوئے ہیں۔ ان حملوں کا سرغنہ کوئی بھی ہو، خواہ سیاست دان یا چند شرپسند عناصر، اس امر میں کوئی دو رائے نہیں کہ ان واقعات کی وجہ سے پاکستان عالمی سطح پر رسوا ہوا۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیاسی انتہا پسندی کے محرکات کیا ہیں اور یہ کیونکر جنم لیتی ہے۔ جواب انتہائی سادہ لیکن حساس نوعیت کا ہے۔ ریاست پاکستان جیسے ممالک جنہوں نے ازل سے تعلیم کی بجائے بم، بارود اور روٹی، کپڑا، مکان جیسی ضروریات پر زور دیا ہے۔ یہاں تعلیم ہمیشہ حکومتوں کی آخری ترجیح رہی ہے۔ **قومی اقتصادی سروے ۲۰۲۲ - ۲۰۲۳** کی رپورٹ کے مطابق **پاکستان میں شرح خواندگی ٪۶۲.۸ ہے** جو جنوبی ایشیاء کی سطح پر کم اور عالمی سطح پر کم تر ہے۔ چونکہ تعلیم کا براہِ راست تعلق انسانی رویوں سے ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک عظیم الجثہ آبادی سیاسی انتہا پسندی کی دلدل میں پھنس چکی ہے۔

سماجی انصاف کا فقدان بھی اس عفریت کے پھیلاؤ میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جن معاشروں میں سماجی انصاف کا بول بالا ہوتا ہے وہاں پر انتہا پسندی جیسے واقعات کم ہی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ گو سو فیصد درستی یا کاملیت ناقابل حصول ہے تاہم سماجی انصاف کا فقدان ایسی قومی اور انفرادی سوچ کو جنم دیتا ہے جو انتہا پسندی کی جانب مائل کرتی ہے۔ پاکستان جیسے ممالک جہاں

قانون کی حکمرانی محض کتابی، مساوات کا درس محض زبانی اور اخلاقیات کا وجود محض وہم پر مبنی ہو تو ایسے معاشروں میں سیاسی انتہا پسندی کا وجود ناگزیر ہو جاتا ہے۔

سیاست دانوں کے بغیر سیاست ادھوری ہے۔

عموماً سیاست دانوں کا مزاج اور فلسفہ ہی قوم کے سیاسی برتاؤ اور تہذیب کا تعین کرتا ہے۔ جس ملک کے سیاست دان خودغرضی میں مبتلا ہو کر، غریب اور محروم طبقے کی محرومیوں کا ازالہ کرنے کی بجائے اُن کا ذہنی اور اخلاقی استحصال شروع کر دیں تو ایسے معاشروں میں سیاسی انتہا پسندی جنم لیتی ہے۔ قوم چند مخصوص چہروں کو اپنا مسیحا سمجھ کر دیگر حلقوں سے نفرت کا اظہار کرنے لگتی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:

"اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں لیکن حقیقت میں یہی لوگ مفسد ہیں لیکن انہیں اس کا علم نہیں"

انہی مفسدین کی وجہ سے قومی مقصد کا حصول سبوتاژ ہوتا ہے۔ ملک و قوم اخلاقی انحطاط کا شکار ہوتی ہے۔ سیاسی اُصول و ضوابط بالائے طاق رکھ کر، "تنقید برائے تنقید" ہوتی ہے جو قوم کیلئے زہرِ قاتل ثابت ہوتی ہے۔ طعنہ زنی، سیاست دانوں کی نجی زندگیوں پر تنقید اور گالم گلوچ کی سیاسی تہذیب اسی کی چند اہم مثالیں ہیں۔

رواداری و مساوات جو کسی بھی صحت مند

معاشرے کی غذا ہیں۔ سیاسی انتہا پسندی ان کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور عدم رواداری و تفریق ایک بیمار معاشرے کو جنم دیتی ہیں۔ قومیت اور اتحاد کے نعرے پس پشت چلے جاتے ہیں اور ان کی جگہ نسل پرستی، شخصیت پرستی اور مسلک پرستی کی یلغار لے لیتی ہے جو قومی انہدام کی وجہ بنتی ہیں۔

بقول علامہ اقبال:

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

موجودہ دور میں جب روایتی جنگوں کی جگہ غیر روایتی جنگی حکمت عملیوں نے لے لی ہے، "ہائبرڈ وارفیئر" اور "ففتھ جنریشن وار فیئر" میں جھوٹی خبریں اور افواہیں پھیلا کر ملک و قوم میں مزید نفرت پروان چڑھانے اور افراتفری پھیلانا دشمن کا ایک نیا ہتھیار بن چکا ہے۔ بدقسمتی سے سیاسی انتہا پسند دشمن کی اس چال میں اس کے خلاف ایک سپاہی بننے کی بجائے دشمن کا ایک فعال آلہ بن چکے ہیں۔ پچھلے چند سالوں میں پاکستان میں خصوصاً سماجی رابطوں کی ویب سائٹ کے ذریعے جھوٹی خبریں پھیلانے کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو چکا ہے جو مزید سیاسی انتہا پسندوں کو جنم دے رہا ہے۔ **یہی وجہ ہے کہ پاکستانی افواج کے سپہ سالار جنرل عاصم منیر نے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے سوشل میڈیا کو شیطانی میڈیا قرار دیتے ہوئے خبر کی تحقیق اور تصدیق پر زور دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ منفی پراپیگنڈے کا مقصد ملک میں افراتفری اور انتشار پھیلانا ہے۔**

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نئے عفریت سے ملک و قوم کو کیسے بچایا جائے؟ اس کا جواب صاف اور سادہ ہے۔ مفاہمتی سیاست اور باہمی بات چیت ہی تمام برائیوں کا حل ہے۔ نبیؐ پر جب کلام حق کا نزول ہوا تو اہل مکہ آپؐ کی جان کے دشمن ہو گئے۔ آپؐ کو مجبوراً مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کرنی پڑی۔ مسلمانوں پر کفار کی جانب سے جنگیں مسلط کی گئیں۔ مسلمانوں کا خون ناحق بہایا گیا۔ مسلمانوں کو حج و عمرہ کی سعادت سے بھی محروم رکھا گیا لیکن جیسے ہی حضرت محمدؐ کو مفاہمت کا موقع ملا، آپؐ نے صلح حدیبیہ جیسا عظیم معاہدہ کر کے کفار کے ساتھ امن و محبت کے دور کا آغاز کیا۔ یوں آپؐ نے دنیا بھر کے سیاست دانوں اور رہنماؤں کے لیے پیغام چھوڑا کہ دشمن چاہے اپنا ہو یا پرایا، امن کو ایک موقع ضرور ملنا چاہیئے۔ موجودہ سیاست دانوں اور رہنماؤں کو بھی نبیؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مل بیٹھ کر ایک معاہدہ ترتیب دینا چاہیئے تاکہ امن کو ایک اور موقع ملے اور باہمی چپقلشیں کم ہو جائیں۔ وگرنہ سیاسی انتہاپسندی کا یہ عفریت ملک میں خانہ جنگی کا باعث بن سکتا ہے۔

غرضیکہ سیاسی انتہاپسندی بلاشبہ ایک نئے عفریت کی طرح ملک کے طول و عرض میں اپنے پنجے گاڑ رہی ہے۔ تعلیم کی کمی، انصاف کا فقدان اور سیاست دانوں کی انا پرستی اخلاقی، مالی اور امن و امان کی زبوں حالی کا باعث بن رہی ہے اور اس ساری صورتحال میں

سیاسی انتہا پسندی تمام مسائل کو ایک، متحد طاقت کے طور پر جوڑ رہی ہے۔ پاکستان پہلے ہی مذہبی انتہا پسندی کے روگ سے نبرد آزما ہے۔ ایسی صورتحال میں اگر سیاسی انتہا پسندی پر قابو نہ پایا گیا، تو لاکھوں انسانوں کی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد جو مملکت حاصل کی گئی ہے، وہ تاش کے پتوں کی طرح بکھر سکتی ہے۔

بقول جعفر ملیح آبادی:

دلوں میں حب وطن ہے اگر تو ایک رہو
نکھارنا یہ چمن ہے اگر تو ایک رہو

تلخیص

"ادب اور زندگی"

ادیب بحیثیت فردِ معاشرہ زندگی کے متعلق مختلف خیالات رکھتا ہے جس کی عکاسی اس کے ادب میں ملتی ہے۔ خیالات کا اچھوتا پن انفرادیت پیدا کرتا ہے۔ حسن و عشق کی شاعری ہو یا دیو مالائی نثر، مافوق الفطرت کہانیاں ہوں یا پھر اخلاقیات اور فلسفے پر مبنی تحریریں، ادب بالواسطہ یا بلاواسطہ معاشرے سے منسلک ہے۔ الغرض تخلیقی علامت نگاری ہو یا تلخ حقیقت نگاری، ادب اور زندگی باہم منسلک ہیں۔

(۶۷ الفاظ)

سوال نمبر 2: درج ذیل اقتباس کی تلخیص کیجیے جو اصل عبارت کے ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو۔ تلخیص کا عنوان بھی دیجیے۔ 15 نمبر

ادب انفرادی زندگی کا پرتو ہو یا اجتماعی زندگی کا، تخیلی ہو یا حقیقی اس کے متعلق ایک بات تو یقینی ہے کہ اس کا تعلق معاشرے سے ہوتا ہے۔ کیوں کہ خود ادیب معاشرے کا ایک فرد ہوتا ہے۔ البتہ معاشرے کے ساتھ مختلف ادیبوں کے مخصوص تعلقات اور سماجی زندگی کے متعلق ان کا مخصوص نقطۂ نظر ان کی تخلیقات کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیتا ہے۔ آپ خالص رومانی انداز میں دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر محبوب کی زلفوں کی چھاؤں اس کے غمزہ و ادا اس کے نین بان ہی پر اپنے ادب کی بنیاد رکھیں یا آپ سات آسمانوں سے ماوراء کسی دنیا کی پریوں اور دیوتاؤں سے اپنے فن کا تعلق پیدا کریں، روحوں اور ہیبت ناک حادثات پر اپنے افکار کے تانے بانے بنیں پھر مستقبل کے متعلق حسین سپنے دیکھیں عظمتِ آدم کے گیت گائیں امن مساوات اور جمہوریت کا راگ الاپیں ہر حال میں آپ براہ راست یا بالواسطہ معاشرے اور معاشرے کے مختلف رجحانات کی تجسیم ہی کرتے ہیں۔ لہٰذا علامتوں کے اندر ملفوف تخلیقی جوہر کی کیمیا گری ہو یا حقیقت نگاری کے اسلوب میں آدم کی آدم خوری کی تصویر کشی کی جائے ادب میں زندگی کا انجذاب نمایاں ہے۔

سوال نمبر6: کاٹ چھانٹ سے گریز کرتے ہوئے درج ذیل عبارت کا رواں اردو ترجمہ کیجیے۔ 15 نمبر

"Thus died in desolation and indignity the man who had once been the heart and soul of every society in which he moved, the genial current of whose temper had warmed many a heart, the model of a gentleman, master of a glowing, irrepressible humour, polite and god-fearing, a civilized human being. Alien hands tended him during his last breathing hours. Alien hands paid his last fees and arranged his last rites. Alien hands buried him in an alien land amid men and women of alien faith and nationality. For him the exile lasted into the next world."

ترجمہ

پس وہ آدمی جو کبھی ہر محفل کی زینت ہوا کرتا تھا، جس کے مزاج کا خوشگوار جذبہ کئی دلوں کو گرما دیتا تھا، ایک مثالی آدمی، تابناک اور بے باک مزاج پر قادر، نرم مزاج اور خدا ترس آدمی، ایک مہذب انسان، ویرانی اور بے قدری کی موت مر گیا۔ اجنبی ہاتھوں نے اس کے آخری گھنٹوں میں اس کی خبرگیری کی اور انہوں نے ہی اس کے آخری اخراجات اور رسومات ادا کیں۔ اجنبی ہاتھوں نے اسے اجنبی عقیدہ اور قومیت کے مرد و خواتین کی اجنبی زمین میں دفنایا۔ اُس کے لئے جلاوطنی اگلے جہاں تک جاری رہی۔